LANDMINE MONITOR

International CAMPAIGN TO BAN LANDMINES

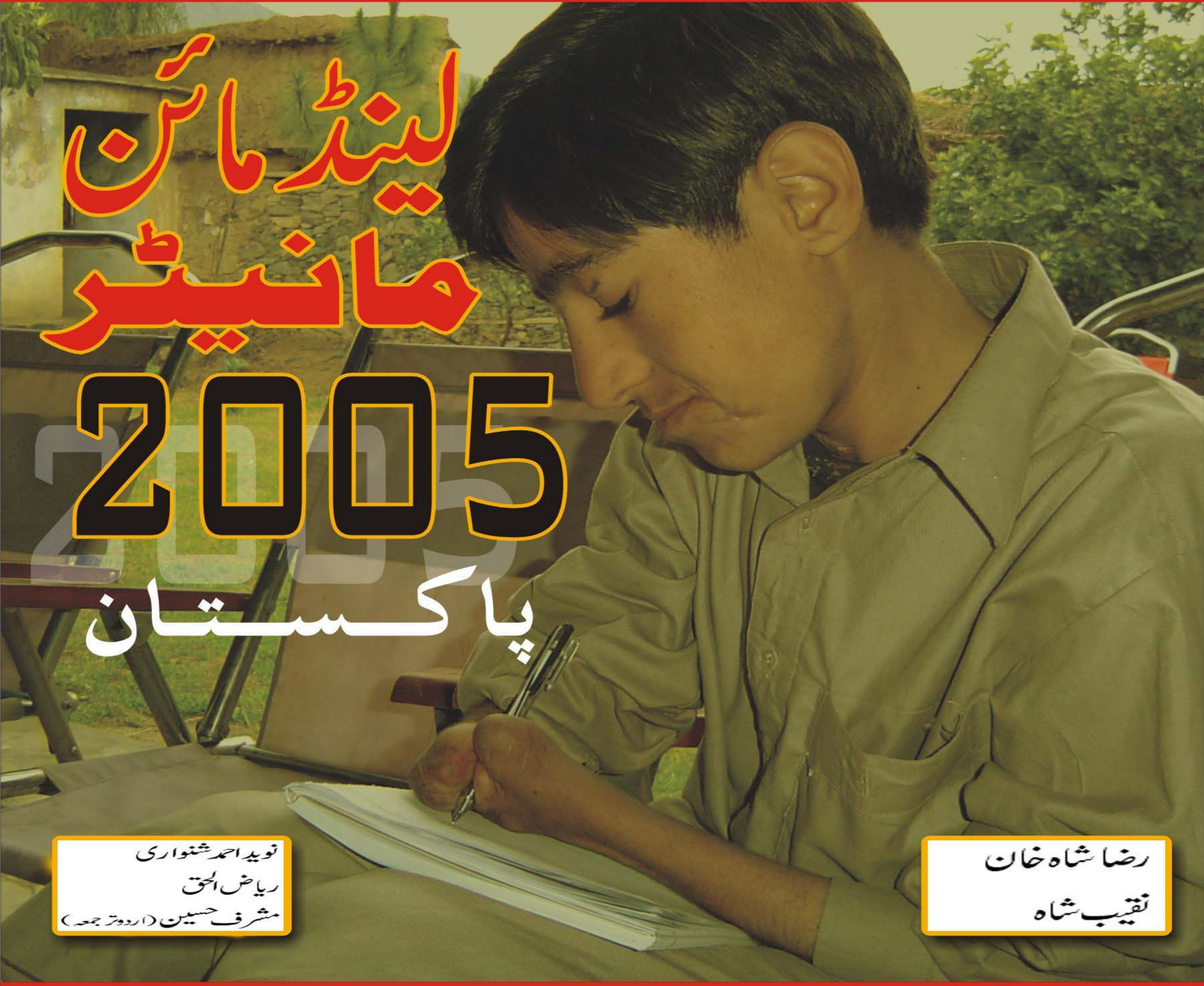

لینڈ مائن مانیٹر 2005

پاکستان

رضا شاہ خان
نقیب شاہ

نوید احمد شنواری
ریاض الحق
مشرف حسین (اردو ترجمہ)

CAMP Community Appraisal & Motivation Program

SPADO Sustainable Peace And Development Organization

ہم لینڈ مائن مانیٹر کے شکر گذار ہیں جو کہ International

Campaign to Ban Landmines (ICBL) کا ایک

پراجیکٹ ہے، جس نے لینڈ مائن مانیٹر رپورٹ 2005 - پاکستان

کے اردو ترجمے اور اشاعت کے لیے مالی معاونت فراہم کی۔

لینڈ مائن مانیٹر

جون ۱۹۹۸ میں بارودی سُرنگوں کی عالمی تنظیم ICBL (International Compaign to Ban Landmines) نے لینڈ مائن مانیٹر کا اجراء کیا تا کہ بارودی سُرنگوں پر پابندی کے حوالے سے چلائی جانے والی مُہم کی نگرانی کی جا سکے۔ اور ۱۹۹۷ کے بارودی سُرنگوں پر پابندی کے معاہدے (Landmine Ban Treaty) کے نفاذ اور اس معاہدے کی تعمیل کے بارے میں رپورٹ کیا جا سکے۔ مزید براں اسکا مقصد بین الاقوامی برادری کا بارودی سُرنگوں سے پیدا ہونے والے انسانی المیے پر ردِعمل کا جائزہ لینا بھی تھا۔

تاریخ میں پہلی مرتبہ غیر حکومتی ادارے ایک مربوط، مُنظم اور پائیدار انداز میں یکجا ہوئے تا کہ ایک انسان دوستی پرمبنی قانون (Humanitarian Law) یا بالفاظ دیگر غیر مسلح کرنے کے معاہدے (Disarmament Treaty) کے نفاذ کا جائزہ لے سکیں اور اس سے جُڑے مسائل اور اُن پر پیش رفت کا جائزہ لیکر انہیں دستاویزی طور پر محفوظ کریں۔ اور اسطرح سول سوسائٹی کی جانب سے کسی مسئلے کی چھان بین کے نظریے کو عملی جامہ پہنائیں۔

لینڈ مائن کا نظام ایک عالمی اطلاعاتی نیٹ ورک، سالانہ رپورٹ، جامع خُلاصہ (Executive Summary)، سی ڈی روم (CD-ROM) حقائق ناموں اور آزادانہ طور پر کی گئی مُلکی رپورٹوں پر مشتمل ہے۔

۷۰ سے زیادہ مُمالک سے تعلق رکھنے والے تحقیق کنندگان کا ایک نیٹ ورک معلومات اکٹھی کرتا ہے تا کہ تحقیقی مواد تیار ہو سکے۔ ان تحقیق کنندگان کا تعلق ICBL کی مُہم چلانے والے اتحاد کے علاوہ سول سوسائٹی کے دوسرے شُعبوں، صحافیوں، شُعبہ تعلیم سے وابستہ افراد اور تحقیقی اداروں پر مُشتمل ہے۔

اب تک ۱۹۹۹ سے سال ۲۰۰۴ تک چھ سالانہ رپورٹیں شائع کی جا چکی ہیں اور انہیں اہم دستاویزات کے طور پر خاصی پذیرائی ملی ہے۔ لینڈ مائن مانیٹر کی تدوین کے لیے چار حکومتی اداروں اور موضوعاتی تحقیق کے کوآرڈینیٹروں پر مشتمل ایک ٹیم بنائی گئی ہے۔ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے یا اظہار خیال کے لیے im@icbl.org پر رابطہ کیجئے۔

لینڈ مائن مانیٹر کی ساتویں سالانہ رپورٹ بدھ ۲۳ نومبر ۲۰۰۵ کو جاری کی جائے گی۔ یہ رپورٹ زاغرب۔ کروایشیا میں ۲۸ نومبر سے ۲ دسمبر ۲۰۰۵ تک ریاستی فریقوں کے چھٹے سالانہ جلسے میں حکومتی نمائندوں میں تقسیم کی جائے گی۔

پاکستان

مئی (2004) کے بعد ہونے والی کلیدی نوعیت کی پیشرفت:

کئی غیر ریاستی مسلّح گروہوں نے بارودی سُرنگوں اور IMPROVISED EXPLOSIVE DEVICE (IED) (آتشگیر مادوں میں اختراعی ردوبدل کے ذریعے تیار کیے گئے گولہ بارود اور ہتھیار) کا تواتر کے ساتھ استعمال کیا خصوصاً بلوچستان، وزیرستان ایجنسی اور وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں (فاٹا) میں پاکستان کا دعوٰی ہے اُس نے ۲۰۰۱-۲۰۰۲ کے ہندوستان کے ساتھ کشیدگی کے دور میں سرحدی علاقوں میں بچھائی گئی تمام بارودی سُرنگوں کو وہاں سے ہٹا دیا ہے۔فاٹا کے علاقے میں بعض غیرسرکاری تنظیموں اور کسی حد تک سرکاری اداروں نے بھی بارودی سُرنگوں سے متعلق خطرات کے بارے میں تربیت یعنی MINE RISK EDUCATION کا اہتمام کیا ۔سن ۲۰۰۳ کے مقابلے میں سن ۲۰۰۴ میں ہلاکتوں اور زخمی ہونے کے واقعات میں اضافہ ہوا اور اس کی وجہ زیادہ تر IEDs کا استعمال تھا ۔

MINE BAN POLICY

اسلامی جمہوریہ پاکستان نے بارودی سُرنگوں کے خلاف معاہدے MINE BANE TREATY میں شمولیت نہیں کی ہے۔ اس بارے میں اس کی پالیسی میں گزشتہ دہائی کے دوران کوئی تبدیلی نہیں آئی ۔ پاکستان نے بار بار اس امر کا اِعادہ کیا ہے کہ بارودی سُرنگیں اسکی دفاعی حکمتِ عملی کا ایک لازمی حصہ ہیں ۔اور یہ کہ پاکستان اس وقت ان کے استعمال کو ترک نہیں کرسکتا جب تک ان کا موثر متبادل تلاش نہ کر لے[1]۔۱۹۹۶ سے ابتک اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ہر سال بارودی سُرنگوں کی مخالفت میں پیش ہونے والی قراردادوں پر ہونے والی رائے شُماری میں پاکستان نے ہمیشہ حصہ نہیں لیا بشمول اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے ریزولیشن ۵۹/۸۴ کے جو کہ ۳ دسمبر ۲۰۰۴ کو پیش کیا گیا۔

تاہم، پاکستان نے بارودی سُرنگوں کے انسانی، سماجی اور اقتصادی منفی مُضمرات کو تسلیم کیا ہے اور بالآخر بارودی سُرنگوں کے مُکمل خاتمے کے ہدف کی حمایت کی ہے نومبر ۲۰۰۳ میں پاکستان نے تجویز پیش کی تھی کہ "مائن بچھانے کی روک تھام اور مائنوں کی صفائی" کو تنازعات کی صورتحال میں ایک اہم ہدف تسلیم کیا جائے۔ (2)

۱۹۹۷ میں بارودی سُرنگوں کے خاتمے کے معاہدے کے وقت سے لیکر اب تک حکومتِ پاکستان نے شاذ و نادر ہی اس حوالے سے ہونے والی کسی میٹنگ میں شرکت کی ہے۔ اُس نے نومبر/دسمبر ۲۰۰۴ میں نیروبی میں ہونے والی FIRST REVIEW CONFERENCE اور جون ۲۰۰۵ میں ہونے والی INTERSESSIONAL MEETINGS میں شرکت نہیں کی۔ پاکستان نے ۹ مارچ ۱۹۹۹ کو CONVENTION ON CONVENTIONAL WEAPONS (CCW) کے AMENDED PROTOCOL II کے توثیق کی عندیہ دیا کہ وہ نو سال کے عرصے کیلئے بعض کلیدی تکنیکی PROVISIONS کے نفاذ کو مُوثر کرنے کی سُہولت سے فائدہ اٹھائے گا ۔پاکستان نے نومبر ۲۰۰۴ میں AMENDED PROTOCOL II کے حوالے سے ریاستوں--STATE PARTIES کی چھٹی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی اور آرٹیکل ۱۳ کے تقاضے کے مطابق اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی ۔پاکستان کا خیال ہے کہ PROTOCOL II "ریاستوں STATE PARTIES کے سلامتی کے حوالے سے جائز خدشات اور انسانی دوستی کے تقاضوں کے درمیان درست توازن قائم کرتا ہے"۔[3]

پشاور میں قائم کئی غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) نے سال ۲۰۰۴ اور سال ۲۰۰۵ کی پہلی ششماہی کے دوران بارودی سُرنگوں کے خاتمے کی حمایت میں متعدد سرگرمیاں انجام دیں۔ نومبر ۲۰۰۴ میں SUSTAINABLE PEACE &DEVELOPMENT ORGANIZATION (SPADO) نے پشاور پریس کلب میں دی گئی ایک بریفنگ میں سالانہ لینڈ مائن مانیٹر رپورٹ جاری کی، جسکی خبر ۱۳ قومی اخبارات میں شائع ہوئی اور بین الاقوامی توجہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنی۔ SPADO نے سال ۲۰۰۴ کے دوران صوبہ سرحد کے مختلف حصوں اور فاٹا کے علاقوں میں کمیونٹی کے گیارہ اجتماعات کیے تاکہ لوگوں کو بارودی سُرنگوں کے خاتمے کی ضرورت سے آگاہ کیا جا سکے اور اس سلسلے میں انکی حمایت حاصل کی جائے۔ ۱۳ جنوری ۲۰۰۵ کو اس تنظیم نے "بارودی سُرنگیں، اسلام کے تناظر میں" کے عنوان کے تحت ایک ورکشاپ منعقد کی جس میں مذہبی سکالروں، میڈیا اور این جی اوز کے علاوہ مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے کئی افراد نے شرکت کی۔(4) ۹ فروری ۲۰۰۵ کو SPADO نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام اباد کے شعبہ ڈیفنس اینڈ سٹریٹیجک سٹڈیز DEFENCE AND STRATEGIC STUDIES کے اشتراک سے بارودی سُرنگوں کے مسئلے کے انسانی پہلوؤں کے بارے میں ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ SPADO نے ہی فروری کے مہینے میں پشاور یونیورسٹی کے سوشیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں بارودی سُرنگوں کے بارے میں ایک نمائش منعقد کی تاکہ اس مسئلے کے بارے میں عوام میں آگاہی کو فروغ دیا جا سکے اور طلباء کو بھی اس مُہم میں شامل کیا جا سکے۔ مارچ ۲۰۰۵ میں SPADO نے فائن آرٹس ڈیپارٹمنٹ، پشاور یونیورسٹی کے اشتراک سے بارودی سُرنگوں کے موضوع پر پوسٹروں اور خاکوں کی تیاری کا ایک مقابلہ بھی مرتب کیا۔

اگست ۲۰۰۴ میں بارودی سرنگوں کے خاتمے کی پاکستانی تنظیم PAKISTAN COMPAIGN TO BAN LANDMINES ایک اور تنظیم COMMUNITY MOTIVATION AND DEVELOPMENT ORGANIZATION کے اِشتراک کے ساتھ فاٹا میں بارودی سُرنگوں کے متاثرین کی امداد کے حوالے سے ایک کانفرنس منعقد کی اور پھر اکتوبر ۲۰۰۴ میں ایک کانفرنس "بچے اور بارودی سرنگیں" کے موضوع پر کی۔

<u>پیداوار، ذخیرہ اور منتقلی</u>

پاکستان اُن معدودے چند ممالک میں سے ایک ہے جو اب بھی بارودی سُرنگیں تیار کر رہے ہیں۔ پاکستان آرڈیننس فیکٹری (پی او ایف) واہ چھاؤنی میں حکومت کی مِلکیت میں قائم کردہ اسلحہ سازی کا ایک ادارہ ہے جس کا قیام ۱۹۵۱ میں عمل آیا اِس اِدارے نے چھ قسم کی (انسان کُش) بارودی سُرنگیں جن میں بہت کم دھات والی P2MK1 اور P4MK2، دو قسم کی BOUNDING FRAGMANTATION MINES، P3MK2 اور P7MK1، اور دو قسم کی دو رُخی GLAMORE-TYPE MINES، P5MK1 اور P7MK1 تیار کی ہیں۔ حکومت کے بقول "نجی شعبے کو بارودی سُرنگیں تیار کرنے کی اجازت نہیں ہے ...... بارودی سرنگیں صرف حکومتی فیکٹریوں میں تیار ہوتی ہیں جنہیں بعد میں (حکومت) ذخیرہ کر لیتی ہے، اور انہیں صرف مسلح افواج استعمال کرتی ہیں"۔(5)

ایک اِطلاع کے مطابق پاکستان سن ۲۰۰۲ میں ایک REMOTELY DELIVERED ANTIPESONNEL MINE SYSTEM تیار کرنے کا اِرادہ رکھتا تھا، تاہم اسکے بعد سے اس بارے میں کوئی مزید معلومات نہیں مل سکیں۔(6) یکم جنوری ۱۹۹۷ کے بعد پاکستان نے ہاتھوں سے نصب کی جانے والی ایسی نئی بارودی سُرنگوں کی تیاری شروع کی جن کو تلاش کرنا آسان ہے۔ یہ بارودی سُرنگیں CCW کے AMENDED PROTOCOL II کے تقاضوں پر پُورا اُترتی ہیں۔(7)

پاکستان نے سن ۱۹۹۷ میں انسان کُش بارودی سُرنگوں کی برآمد پر مکمل پابندی عائد کر دی جسکا قانونی اطلاق STATUTORY ORDER NO 123 (1) مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۹ کے ذریعے ہوا۔(8) حکومت پاکستان کا کہنا ہے کہ عملی طور پر "۱۹۹۲ کے اوائل سے ہی" اس نے بارودی سُرنگوں کی برآمد بند کر دی تھی۔(9) ماضی میں پاکستان بارودی سُرنگوں کا ایک بڑا برآمد کنندہ رہا ہے اور اس کی تیار کردہ بارودی سُرنگیں افغانستان، اریٹریا، ایتھوپیا، صومالیہ، سری لنکا اور

دیگر مقامات پر پائی گئی ہیں۔

سال ۲۰۰۴-۲۰۰۵ کے دوران پاکستان کی مُسلح افواج نے بلوچستان اور فاٹا سے کافی اسلحہ ضبط کیا جن میں بارودی سُرنگیں بھی شامل تھیں۔ ان کے دعوے کے مطابق غیر ریاستی گروہوں (NON- STATE ACTORS) نے یہ اسلحہ سمگل کیا تھا۔[10]

حکومت پاکستان نے کتنی تعداد میں بارودی سُرنگیں ذخیرہ کی ہوئی ہیں، اس بارے میں کوئی سرکاری اعداد وشمار دستیاب نہیں۔ سن ۲۰۰۰ سے لینڈ مائن مانیٹر کی جانب سے یہ اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ پاکستان کے ذخیرے میں کم از کم چھ ملین (انسان کُش) بارودی سُرنگیں موجود ہیں جو کہ دنیا کا بارودی سُرنگوں کا پانچواں بڑا ذخیرہ بنتا ہے۔ نومبر ۲۰۰۴ میں پاکستان نے کہا تھا کہ دسمبر ۲۰۰۷ تک ذخیرے میں موجود پُرانی بارودی سُرنگوں میں ترمیم کر کے انھیں قابل تلاش یعنی DETECTABLE بنا دیا جائے گا۔[11] حکومت کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان فوج کی آرڈیننس کورز "جب بھی ضروری ہو..... نا قابل استعمال مائنوں کو تلف کر دیتی ہیں"۔[12]

نا جائز تیاری اور فروخت

صوبہ سرحد کے شہر پشاور کے 40 کلومیٹر جنوب میں واقع درہ آدم خیل کا اسلحے کا بازار چار ہزار دوکانوں سے زیادہ پر مشتمل ہے جن میں انواع واقسام کے ہتھیار ملتے ہیں لیکن ان میں بارودی سُرنگیں شامل نہیں۔ لینڈ مائن مانیٹر کو اسلحے کے تاجروں اور درہ آدم خیل میں واقع پچاس چھوٹے درجے کے اسلحہ سازوں سے لئے گئے انٹرویوز سے پتہ چلا کہ مقامی طور پر بارودی سُرنگیں تیار نہیں کی جاتی اور بازار میں کُھلم کُھلا دستیاب نہیں ہیں[13]۔ مقامی سیاسی انتظامیہ کے جرگے کے نظام اور درہ آدم خیل کے بزرگ افراد نے بارودی سُرنگوں کی مقامی طور پر تیاری اور فروخت پر پابندی لگا رکھی ہے جس کی خلاف ورزی پر ۲۰،۰۰۰ روپے جُرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔[14] پشاور کے اسلحے کی دوکانوں پر بھی بارودی سُرنگوں کی فروخت نہیں ہوتی کیونکہ یہاں پر اسلحے کی فروخت پر حکومت کا کنٹرول ہے اور اس پر پاکستان آرمز ایکٹ لاگو ہوتا ہے۔ لینڈ مائن مانیٹر کو بلوچستان اور فاٹا میں بارودی سُرنگوں کی تیاری یعنی مینوفیکچرنگ کے کوئی شواہد نہیں ملے۔[15]

استعمال

سال ۲۰۰۴ اور سال ۲۰۰۵ کی پہلی ششماہی کے دوران کسی ایسے مُصدقہ واقعہ کی اطلاع نہیں ملی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اس دوران پاکستانی افواج نے (انسان کُش) بارودی سُرنگیں استعمال کی ہیں۔[16] اکتوبر ۲۰۰۴ کی اپنی AMENDED PROTOCOL II رپورٹ میں پاکستان (حکومت) کے مطابق "اپنی اس سالانہ رپورٹ کی مدت کے دوران" جو کہ ۱۶ اگست ۲۰۰۳ سے ۱۵ اگست ۲۰۰۴ تک ہے، کوئی نئی بارودی سُرنگ نہیں بچھائی گئی"۔[17]

بارودی سُرنگیں بچھانے کا آخری بڑا اپریشن سن ۲۰۰۱ اور وسط ۲۰۰۲ میں ہندوستانی سرحد کے قریب علاقے میں کیا گیا۔ اکتوبر ۲۰۰۴ میں پاکستان نے رپورٹ دی کہ ہندوستان کے ساتھ لگنے والی مشرقی سرحدی علاقے میں بچھائی گئی بارودی سُرنگیں صدفی صد اُٹھالی گئی ہیں اور "فوج کے انجینیروں نے بارودی سُرنگوں والے علاقے کی PROOFING کردی ہے"۔[18] بارودی سُرنگوں کی پاکستان اور ہندوستان کی دونوں جانب سے اتنے بڑے پیمانے پر تنصیب سرحد کی دونوں جانب لاتعداد حادثات کا باعث بنی۔ پاکستان کا کہنا ہے کہ HUMAN RIGHTS WATCH (نامی ادارے) کا یہ الزام کہ پاکستانی حکومت نے اپنے شہریوں کو بارودی سُرنگوں (کے مضر اثرات) سے بچانے کے لئے ناکافی اقدامات کئے ہیں "شواہد کے بغیر معنی نہیں رکھتا" اور یہ " کہ بارودی سُرنگوں نے کبھی بھی پاکستان میں انسانی (حوالے سے) خدشات کو جنم نہیں دیا"۔[19] حکومت نے مزید یہ کہا کہ پاکستان کی مُسلح افواج کی جانب سے بچھائی گئی ہر مائن کا GLOBLE POSITIONING SYSTEM اور یونٹ فارمیشن اور آرمی ہیڈکوارٹرز کی سطح پر UP- TO- DATE RECORD کے ذریعے حساب کتاب رکھا

جاتا ہے [20] آخر ایہ دعویٰ کیا گیا کہ پاکستان صرف قابل تلاش مائن استعمال کرتا ہے۔[21]

غیر ریاستی مسلح گروہ NON-STATE ARMED GROUPS

پاکستان بہت سے غیر ریاستی گروہ بارودی سُرنگیں اور IEDs کا استعمال کرتے ہیں، خصوصاً بلوچستان، وزیرستان ایجنسی اور فاٹا کے علاقوں میں جہاں مقامی قبائل کے مابین اکثر حد درجہ کا تناؤ رہتا ہے۔ بارودی سُرنگوں اور IDEs کا استعمال خاندانی دشمنیوں، قبائلی لڑائیوں اور فرقہ ورانہ تشدد کے واقعات کے علاوہ حکومتی دستوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر حملوں کے لئے بھی ہوتا ہے۔

بارودی سُرنگ پھٹنے کا ایک اہم واقعہ اپریل ۲۰۰۵ کو رونما ہوا۔ ۱۶ فروری ۲۰۰۵ کو پاکستان اور ہندوستان نے اعتماد سازی کے ایک اہم اقدام کے طور پر اس بات پر رضامندی ظاہر کی کہ مظفر اباد (پاکستان) اور سری نگر (ہندوستان) کے دوران سڑک کو بارودی سُرنگوں سے پاک کر کے اسے دونوں جانب کے شہریوں کی امدورفت کے قابل بنایا جائے۔[22] اس سڑک پر چلنے والی بس سروس کے افتتاح سے عین پہلے ۵ اپریل ۲۰۰۵ کو، سڑک پر نصب شدہ ایک بارودی سُرنگ پھٹنے سے سات افراد زخمی ہو گئے۔ یہ بارودی سُرنگ امن کے عمل کے مخالف ایک مُسلح گروہ کی کاروائی تھی۔[23]

فاٹا میں بارودی سُرنگوں کا استعمال

اپریل / مئی 2005 میں جب ایک مقامی این جی او COMMUNITY APRAISAL & MOTIVATION PROGRAME (CAMP) فاٹا کی اورکزئی، باجوڑ، درہ آدم خیل اور کرم ایجنسیوں کا دورہ کیا اور مقامی لوگوں کو انٹرویو کیا تو پتہ چلا کہ انکی اکثریت بارودی سُرنگوں کے استعمال کے تازہ واقعات اور اس ہونے والے نقصانات سے آگاہ تھے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ بارودی سُرنگوں کے استعمال کے واقعات زیادہ تر ذاتی جھگڑوں کے نتیجے میں ہوئے تھے۔ فاٹا کے مقامی لوگوں نے فرقہ ورانہ تشدد اور قبائلی جھگڑوں میں بھی بارودی سرنگوں کا استعمال کیا ہے۔[24]

لینڈ مائن مانیٹر کو بتلایا گیا کہ باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند میں ذاتی دوشمنیوں میں بارودی سُرنگوں کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم، باجوڑ ایجنسی کی انتظامیہ نے، جو قبائلی اور خاندانی جھگڑوں کو جرگوں کے انعقاد کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرتی ہے، ایسے تنازعات میں بارودی سُرنگوں کے استعمال پر سختی سے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی پر سخت سزا دی جاتی ہے۔[25]

کرم ایجنسی کے لوگوں نے بارودی سُرنگوں کے کثرت سے استعمال کی تصدیق کی اور بعض تازہ واقعات سے بھی آگاہ کیا، جنکے مُحرک قبائلی جھگڑے تھے یا پھر شعیہ اور سُنی مسلمانوں کے مابین فرقہ ورانہ اختلافات تھے۔[26] کرم ایجنسی کے بعض ایسے علاقوں میں جو افغان سرحد کے قریب ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہاں ایسے واقعات بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ مزدوروں نے آپنی یومیہ اُجرت کے طور پر بارودی سُرنگیں حاصل کیں۔[27] بہت سے لوگوں نے بتلایا کہ اب (انٹرویو کے وقت) آدم کش بارودی سُرنگ ANTIPERSONNEL MINE ۲۵۰ سے ۳۰۰ روپے تک میں خریدی جا سکتی ہے جبکہ ایک سال قبل اس کی قیمت ۶۰ سے ۱۰۰ روپے تک تھی۔[28] باجوڑ ایجنسی کی طرح کرم ایجنسی میں بھی انتظامیہ نے مقامی بزرگوں اور ملکوں کے تعاون سے بارودی سُرنگوں کے استعمال پر سختی سے پابندی لگا رکھی ہے جس کی خلاف ورزی کی کڑی سزا ہے۔[29] بارودی سُرنگوں کے متاثرین کیلئے مقامی انتظامیہ نے ایک فنڈ بھی مختص کر رکھا ہے۔ جس سے اُنکی ابتدائی طبی امداد اور مالی معاونت کی جاتی ہے۔[30]

بلوچستان میں بارودی سرنگوں کا استعمال

بلوچستان صوبے میں وفاق کے خلاف روز افزوں شورشِ بارودی سُرنگوں اور IDEs کے بکثرت استعمال کا باعث بن رہی ہے۔ان کا ہدف عموماً سرکاری املاک بشمول ، ریلوے کی پٹڑیاں، ریلیں، بجلی اور ٹیلیفون کے ٹاور اور خود پاکستانی افواج ہیں۔ بلوچ قوم پرستوں نے قدرتی گیس کی تنصیبات پر حملے کئے ہیں۔ جنکی وجہ اُس غم وغُصے کا اظہار ہے جو بعض متنازعہ ایشوز کے حوالے سے پایا جاتا ہے۔۲۰۰۵ کی پہلی ششماہی میں بلوچ باغیوں نے کئی مسلح حملے کئے، جن میں بارودی سُرنگیں بھی استعمال کی گئیں۔ جسکے نتیجے میں فوجیوں، سیکیورٹی کے اہلکاروں، سرکاری ملازمین اور عام شہریوں کی اموات واقع ہوئیں۔(31)

۲۷ اپریل ۲۰۰۵ کو نیم فوجی دستوں کا ایک سپاہی اُس وقت مارا گیا جب ضلع کوہلو کے کاہان علاقے میں اُس کا پاؤں ایک بارودی سُرنگ پر پڑ گیا۔(32) اسی علاقے میں ۳ اپریل ۲۰۰۵ کو ایک بارودی سُرنگ پھٹنے سے فرنٹیئر کور کے تین مُلازمین زخمی ہو گئے۔(33) سوئی کے علاقے ڈیرہ مُراد جمالی میں ۲ جولائی ۲۰۰۴ کو بارودی سُرنگ پھٹنے سے سات سرحدی محافظ زخمی ہو گئے۔(34) ۷ جون ۲۰۰۴ کو، بلوچستان کے دُور اُفتادہ جنوب مشرقی حصے میں دو افراد جن میں ایک فوجی تھا، گاڑی کے بارودی سُرنگ سے ٹکرا جانے کے باعث ہلاک ہوئے۔(35)

بلوچستان میں حکومتی افواج کے خلاف (انسان کُش) بارودی سرنگوں کا استعمال کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ایک فوجی افسر کے بقول، فوجی کانوائے کے راستے میں بارودی سرنگ نصب کردی جاتی ہے اور دھماکے کے بعد کانوائے پر حملہ کیا جاتا ہے۔ ان کا استعمال مسلح افواج کو اپنے علاقے سے دور رکھنے اور حکومتی کنٹرول کو کمزور کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔(36) خیال کیا جاتا ہے کہ بلوچوں کو بارودی سُرنگوں کے استعمال میں مہارت اس وقت حاصل ہوئی جب ان کے جنگجو افغانستان منتقل ہوکر وہاں کی خانہ جنگی میں شریک ہو گئے اور کابل پر طالبان کے قبضے کے بعد وطن واپس لوٹ آئے۔ یہاں آکر اُنہوں نے اپنی یہ مہارت پاکستانی افواج کے خلاف استعمال کی، خاص طور پر کوہلو کے علاقے میں۔(37)

ڈسٹرکٹ لورالائی کے مہتر اور پھاولنگ علاقوں میں، کوئلے کی ایک کان کی ملکیت کے بارے میں دو قبیلوں کے درمیان ایک پر تشدد تنازعہ چلا آرہا ہے۔ جب یہ پتہ چلے کہ کوئلے کی ترسیل ہونے والی ہے تو مہتر اور کچلاک کے درمیان بعض اوقات سڑک پر بارودی سُرنگیں نصب کردی جاتی ہیں۔ ۴ مئی ۲۰۰۵ کو لورالائی محکمہ برق کا ایک مُلازم اس وقت اپنی ایک ٹانگ کھو بیٹھا جب اُسکا پاؤں اتفاقاً ایک بارودی سُرنگ پر جا پڑا۔(38) ۳۱ مئی ۲۰۰۵ کو ایک بار پھر لورالائی ڈسٹرکٹ میں پانچ عورتیں جان بحق اور دیگر چھ زخمی ہوگیں جب اُنکی گاڑی ایک ANTI VEHICLE بارودی سُرنگ سے ٹکرا گئی۔(39)

وزیرستان ایجنسی میں بارودی سُرنگوں کا استعمال

سن ۲۰۰۴/۲۰۰۵ میں ہمیں وزیرستان ایجنسی میں کئی گروہ، بشمول وزیر اور محسود قبیلوں کے، بارودی سُرنگیں استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔(40) سیکیورٹی کی صورتحال کے پیشِ نظر یہ ممکن نہ تھا کہ وزیرستان جاکر تحقیقی مواد اکھٹا کیا جا سکے، لہذا مقامی اخبارات کی خبروں اور دیگر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے تجزیئے سے پتہ چلا ہے کہ مقامی قبائل نے سیکیورٹی فورسز کے خلاف کثرت سے بارودی سُرنگوں کا استعمال کیا ہے یہ استعمال جارحانہ نوعیت کا بھی تھا اور دفاعی بھی۔ مارچ ۲۰۰۴ میں پاکستانی افواج نے جنوبی وزیرستان میں اُن قبائل کے خلاف کاروائی کا آغاز کیا جنہوں نے طالبان اور القاعدہ کے دہشت گردوں کو پناہ دے رکھی تھی۔

۱۴ اپریل ۲۰۰۵ کو شمالی وزیرستان میں واقع میران شاہ سے ۲۵ کلومیٹر دور مغرب میں ایک گاڑی کے بارودی سُرنگ سے ٹکرا جانے کے باعث ایک شخص ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔(41) ۲۲ نومبر ۲۰۰۴ کو، ذرائع ابلاغ کی ایک رپورٹ کے مطابق، جنوبی وزیرستان میں عبداللہ محسود نامی جنگجو کے ایک سابقہ ٹھکانے پر فوجی دستوں کے

چھاپے کے دوران بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا جس میں ۳۴۰ بارودی سُرنگیں شامل تھیں۔ ۴ نومبر ۲۰۰۴ کو جنوبی وزیرستان کے مختلف علاقوں میں IEDs کے ذریعے کئے گئے چار دھماکوں میں نو فوجی ہلاک اور پندرہ زخمی ہوئے۔[42] جنوبی وزیرستان کے مکین نامی علاقے میں ۲۴ اکتوبر کو سڑک کے کنارے نصب دو بارودی سُرنگیں پھٹنے سے ایک شہری جاں بحق اور چار فوجی زخمی ہوئے۔[43] یکم اکتوبر ۲۰۰۴ کو جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا سے ۶۰ کلومیٹر مشرق میں سکول جاتے ہوئے راستے میں پڑی بارودی سُرنگ کو چھونے سے تین بچے مارے گئے جبکہ دو زخمی ہوئے۔[44]

بارودی سُرنگوں اور UXO کا مسئلہ

نوٹ: UXO سے مُراد وہ گولہ بارود، بم وغیرہ ہے جو لڑائی میں استعمال تو کیا گیا ہو مگر کسی وجہ سے پھٹنے سے بچ گیا ہو۔ چونکہ یہ گولہ بارود کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے لہٰذا قُرب وجوار میں تباہی پھیلاتا ہے۔

"پاکستان نے اکتوبر ۲۰۰۴ میں اعلان کیا کہ اُسے "بارودی سُرنگوں کے کسی مسئلے کا سامنا نہیں۔ ہم نے وہ تمام علاقہ جہاں پاک وہند تناؤ ۲۰۰۱/۲۰۰۲ کے دوران بارودی سُرنگیں بچھائی تھیں، صاف کر دیا ہے، محض چند قابلِ نظر اندازی (نقصانات) CASUALTIES کے ساتھ، ماضی میں جو چند محدود CASUALTIES پاک افغان سرحد سے مُتصل علاقوں میں ہوئیں، اُنکی وجہ سابقہ سوویت یونین کی جانب سے چھوڑی گئی وہ بارودی سُرنگیں تھیں جن کا کوئی حساب کتاب نہ رکھا گیا تھا[45] "مزید یہ کہ "بارودی سُرنگوں کی وجہ سے پاکستان میں کبھی بھی انسانی (سلامتی) کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا باوجود اسکے کہ اُس نے ہندوستان سے تین جنگیں کیں اور ۲۰۰۱/۲۰۰۲ میں فوجی محاذ آرائی ہوئی"[46]

اکتوبر ۲۰۰۴ میں حکومتِ پاکستان نے تسلیم کیا کہ "فاٹا کے پاک افغان سرحد سے مُلحقہ علاقوں میں بارودی سُرنگوں کا مسئلہ کسی حد تک اب بھی موجود ہے۔"[47] بارودی سُرنگوں کا پھیلاؤ ۱۹۷۹ سے ۱۹۸۹ کے اس دور سے متعلق ہے جب افغانستان پر سوویت یونین کا قبضہ تھا۔ اس دوران سوویت اور افغان افواج ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان علاقوں میں مائنیں برساتے تھے اور مجاہدین قبائلی علاقوں میں اپنے ٹھکانوں کو بچانے کیلئے اِن کے گرد بارودی سُرنگیں بچھاتے تھے۔ افغان جنگ کے دوران اسلحے کی بڑی تعداد بشمولِ بارودی سُرنگوں کے، پاکستان میں داخل ہوئی اور اسکا کوئی حساب کتاب نہ رکھا گیا۔[48] فاٹا میں کثرت سے استعمال ہونے والی ایک (انسان کُش) بارودی سُرنگ پاکستانی ساخت کی PT2MK2 ہے۔ اسی طرح پاکستانی BUTTERFLY PFM1 سوویت یونین کی PMN, PMD6 اور M46 BOTTLE MINE اور پاکستان آرڈیننس فیکٹریز کی کئی قسم کی مائنز استعمال ہوئی ہیں۔[49] سن ۲۰۰۰ میں بارودی سُرنگوں اور UXO کے پھیلاؤ کے بارے میں ایک تجزیئے کے بعد یہ سفارشات پیش کی گئیں: CASUALTIES یا اتلاف کا گھر گھر سروے - ٹیکنیکل سروے - بارودی سُرنگوں/UXO کی صفائی کے عمل کی ابتداء - کمیونٹی کی آگاہی کے پروگرام کو پھیلانا اور متاثرین کا ہنگامی انخلاء۔[50] مئی ۲۰۰۵ تک، ان سفارشات کے عملی نفاذ کے بارے میں کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔

بلوچستان کے وہ علاقے جن کے بارے میں پتہ ہے کہ وہاں بارودی سُرنگیں بچھی ہوئی ہیں، چمن ڈسٹرکٹ میں پاک افغان سرحد کے قریب واقع سپین بولدک کے رائیت نامی جگہیں ہیں۔ مقامی صحافیوں کے بقول اس علاقے میں ہر سال بارودی سُرنگوں کے اوسطاً تین چار دھماکے ہوتے ہیں۔ لورالائی ڈسٹرکٹ کے قریب مہتر اور چماؤلنگ علاقوں میں موجود کوئلے کی کانوں کی ملکیت یہاں کے رہائشی پشتون اور بلوچ قبائل کے درمیان وجہِ تنازعہ بنتی ہیں، اسی طرح قرِ باغ جو کہ مری بلوچ قبیلے کا رہائشی مرکز ہے، وہاں پر بھی بارودی سُرنگوں کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔[51]

فاٹا اور بلوچستان میں بارودی سُرنگوں اور IEDs کے مسئلے میں شدت پیدا ہونے کی وجہ اِن علاقوں میں اِن اشیا کی با آسانی دستیابی اور تنازعات میں ان کا آزادانہ استعمال ہے۔اس چیز کی نشاندہی رپورٹ میں پہلے بھی کی گئی ہے۔(52) ۲۰۰۴ میں بارودی سُرنگوں، IEDS اور UXO سے ہونے والی اموات کی شرح میں سال ۲۰۰۳ کی بہ نسبت قابلِ ذکر اضافہ ہوا۔

بارودی سُرنگوں اور UXO کی صفائی

پاکستان میں بارودی سُرنگوں کو ہٹانے (صفائی) کا کوئی رسمی اور باقاعدہ شہری ادارہ موجود نہیں ہے۔ یہ کام مسلح افواج کی انجینئرنگ یونٹس کے ذمے ہے۔ اور "دستوں اور افسروں کو یونٹوں میں تربیتی دورانیے کے دوران متواتر تربیت (بارودی سُرنگوں کی صفائی کی) دی جاتی ہے، خصوصاً ان فارمیشنز/یونٹس کو جو افغانستان اور ہندوستان کے ساتھ سرحدی علاقوں میں تعینات/مصروفِ عمل ہوں۔(53)

ہندوستان کے ساتھ لگنے والے سرحد سے ملحقہ علاقوں میں فوج کی انجینئرنگ یونٹس نے ایک رپورٹ کے مطابق "مائنوں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا ہے" مزید یہ کہ ہندوستان کے ساتھ ۲۰۰۱/۲۰۰۲ تناؤ کے دوران بچھائی گئی بارودی سُرنگوں کی سو فیصد صفائی کو یقینی بنانے کے لیے، آرمی کے انجینئروں نے اِن علاقوں کی مکمل PROOFING کی ہے۔۔۔۔۔۔"ہر گمشدہ مائن کی بازیابی کو یقینی بنانے کی خاطر، خصوصی طور پر تربیت یافتہ، مائنز کا سُونگھ کر پتہ لگانے والے کُتوں سے مدد لی گئی"(54)

مظفر آباد اور سری نگر کے درمیاں سڑک بارودی سُرنگوں کے ہٹانے کے بعد اپریل ۲۰۰۵ میں شہری آمدورفت کے لیے کھول دیا گیا۔ یہ اعتماد سازی کا ایسا اقدام تھا جو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جاری اَمن مذاکرات کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔(55) یہ رستہ تقسیم ہند (۱۹۴۷) کے زمانے سے بند تھا۔اس بات کی توقع جاری ہے کہ دوسرے مرحلے میں، ہندوستانی طرف بارُودی سُرنگیں صاف کر دیئے جانے کے بعد لائن آف کنٹرول کے آرپار راولاکوٹ اور پونچھ کے درمیان موجود رستہ بھی آمدورفت کے لیے کھول دیا جائیگا۔(56)

جہاں تک فاٹا کے اُن علاقوں کا تعلق ہے جہاں پر حکومتی اطلاعات کے مطابق بارودی سُرنگیں موجود ہیں، حکومت کی جانب سے کسی پیشرفت مثلاً سروے، شماریاتی جائزہ (Assessment) یا مائنوں کی صفائی (Mine Clearance) کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ تاہم، این جی اوز کی جانب سے اِن علاقوں میں (بارودی سرنگوں سے لاحق) خطرات سے آگاہی کی تعلیم Mine - Risk Education کو حکومتِ پاکستان نے تسلیم کیا ہے۔

مائنز کے خطرات کی تعلیم/آگاہی Mine Risk Education (MRE)

مائنز سے لاحق خطرات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے جن این جی اوز نے سال 2004-2005 میں کام کیا ان میں درج ذیل این جی اوز شامل ہیں۔

1. Community Motivation & Development Organization (CMDO)
2. Community Appraisal & Motivation Programme (CAMP)
3. Sustainable Piece & Development Organization (SPADO)
4. Basic Education & Employable Skills Training (BEST)

Christain Hospital Quetta. 5

Islamic Relief, UK. 6

یہ سب این جی اوز Mine Advisory Group (MAG) کی رہنمائی اور اشتراک میں کام کرتے ہیں۔

پاکستان کے جانب سے اکتوبر ۲۰۰۴ میں پیش کردہ آرٹیکل ۱۳ کی رپورٹ میں خطرات کے بارے میں تعلیم (MRE) کے انعقاد کے حوالے سے این جی اوز کے کردار کو تسلیم کیا گیا ہے اور نشاندہی کی گئی ہے کہ بارودی سُرنگوں کے خاتمے کی پاکستانی تنظیم PAKISTAN CAMPAIGN TO BAN LANDMINES (PCBL) اور CMDO نے اپنی توجہ مرکوز کی ہے "افغان مہاجرین اور مقامی شہری آبادی پر جو کہ افغان سرحد کے قریب علاقوں میں رہتے ہیں (تا کہ اُنھیں) بارودی سُرنگوں سے لاحق خطرات اور بچاؤ کی تربیت بتلائی جا سکیں"۔[57]

CMDO نے برطانوی این جی او RESPONSE INTERNATIONAL کے تعاون سے سن ۲۰۰۳ میں فاٹا کی کرم ایجنسی میں MRE کی تعلیم دی۔ فروری ۲۰۰۳ سے نومبر ۲۰۰۴ کے دوران سکولوں، مساجد اور دوسرے پبلک مقامات کو استعمال کرتے ہوئے ۸۹۹۲۷ افراد کو MRE کی تعلیم دی گئی۔ جنوری ۲۰۰۶ میں ختم ہونے والا یہ منصوبہ جسکی مالی معاونت (FUNDING) ڈائینا، پرنس آف ویلز میموریل فنڈ نے RESPONSE INTERNATIONAL(UK) کے ذریعے کی ہے، اس مقصد کے لیے ۳۰۰،۰۰۰ پاؤنڈ فراہم کیئے ہیں۔[58] اس منصوبے کا مقصد یہ تھا کہ جن بچوں کو MRE کی تعلیم دی جائے وہ حاصل شُدہ معلومات کو گھر کی خواتین اور اُن دیگر افراد تک پہنچائیں جن تک MRE کی تعلیم دینے والوں کی رسائی ممکن نہیں۔ سال ۲۰۰۴ میں ایک زنانہ MRE ٹیم تشکیل دی گئی تا کہ گھروں میں موجود خواتین تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ یہ ٹیم MRE کے علاوہ ابتدائی طبی امداد کی تربیت بھی دیتی ہیں۔[59]

BEST نامی این جی او نے، جو افغان مہاجر بستیوں میں کام کرتی ہے ۲۰۰۳/۲۰۰۴ میں INTERNATIONAL CATHOLIC MIGRATION COMMISION (ICMC) کی مالی معاونت سے EXTREMELY VULNERABLE INDIVIDUALS PROJECT انجام دیا۔ اس منصوبے کا ہدف وہ افغان مہاجرین تھے جو اپنے وطن واپس جا رہے تھے۔ اس منصوبے کا سالانہ بجٹ ۱۳،۴۴۵ (امریکی) ڈالر تھا۔[60]

کرسچن ہسپتال کوئٹہ نے بلوچستان کے تباہ حال علاقوں یعنی SLUMS، مہاجر بستیوں اور دیہات میں مقیم افغان مہاجرین کے لیے بارودی سُرنگوں کے بارے میں آگاہی / اور معذوری پر ایک پرجیکٹ کیا جس میں صحت کے شعبے سے تعلق رکھنے والے کارکنوں نے MRE کی تعلیم پشتو اور دری زبانوں میں دی۔ اس منصوبے سے ۱۱،۳۵۵ افغان مہاجرین مُستفید ہوئے۔ اس منصوبے کے لیے ڈائینا، پرنس آف ویلز میموریل فنڈ نے ۹۰،۰۰۰ پاؤنڈ کی رقم MERCY CORPS کے ذریعے فراہم کی۔[61]

سال ۲۰۰۴ میں (MAG) MINE ADVISORY GROUP کو اسلامک ریلیف نامی این جی او نے دعوت دی کہ وہ آزاد جموں وکشمیر میں MINE ACTION کا ایک ابتدائی جائزہ لے۔ مارچ ۲۰۰۵ میں MAG نے علاقے میں ایک COMMUNITY LIAISON ADVISOR کا تقرر کیا تا کہ وہ مقامی لوگوں کی، جو بارودی سُرنگوں اور U X O کی موجودگی سے متاثر ہوئے ہیں، ابتدائی ضرورتوں کے حوالے سے ایک دس روزہ جائزہ (ASSESSMENT) لے۔ اسکے لیے فنڈ برطانیہ کے FORIEGN & COMMON WEALTH OFFICE نے مہیا کیا۔ اس کے بعد MAG نے اسلامک ریلیف کے فیلڈ سٹاف کے ۴۰ ارکان کو بین الاقوامی معیار کی MRE TRAINING OF TRAINERS فراہم کی۔ MAG کا اگلا

منصوبہ ایک FOLLOW UP ورکشاپ کا انعقاد اور ۲۰۰۵ کے اواخر میں MRE COMPONENT کا تنقیدی جائزہ (EVALUATION) لینا تھا۔[62] اسلامک ریلیف کا MRE پروگرام جو کشمیر میں اس کے صحت کے بارے میں تعلیم کے پروگرام کا ایک حصہ تھا، اس سے ۷۰،۰۰۰ افراد کے مُستفید ہونے کی توقع تھی۔[63]

سال ۲۰۰۴ کی AMENDED PROTOCOL II کی پاکستانی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاک ہندسرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگ "بارودی سُرنگوں سے متاثرہ جگہوں کی نشاندہی (MARKING) اورحفاظتی تدابیر کا علم رکھتے ہیں۔"مزید "ہندوستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں میں واقع چھوٹے دیہات کے (بالغ) افرادکومقامی انتظامیہ اوراین جی اوز نے بارودی سُرنگوں کے خطرات سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر کی تعلیم دے رکھی ہے۔"[64]

بارودی سُرنگوں اور UXO سے ہونے والے جسمانی نقصانات (CASUALTIES)

SPADO نامی این جی او کے مطابق سال ۲۰۰۴ میں کم ازکم ۱۹۵ نئی CASUALTIES ریکارڈ کی گئیں جن میں ۶۷ اموات اور ۱۲۸ افراد کا زخمی ہونا شامل ہے، اور جنکا باعث بارودی سُرنگیں، یا UXO یا پھر IEDs تھیں۔ان میں عام شہریوں کی تعداد ۹۵ تھی جن میں ۵عورتیں اور ۱۱ بچے شامل ہیں۔[65] یہ اعداد وشمار سال ۲۰۰۳ کی نسبت، جو کہ ۱۳۸ CASULATIES (۴۸ اموات اور ۹۰ زخمی) پر مُشتمل تھے، کافی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔[66] ۲۰۰۵ کی CASULATIES میں سے ۷۶ ANTIVEHICLE مائین سے، ۶۹ IEDs کی وجہ سے اور ۲۱ UXO کی وجہ سے ہوئیں۔زیادہ تر واقعات فاٹا کے علاقے میں ہوئے۔۱۳۰ جنوبی وزیرستان میں، ۹ کرم ایجنسی میں، ۸ شمالی وزیرستان میں، ۴ مہمند ایجنسی میں، ۳ درہ آدم خیل اور ۱ باجوڑ ایجنسی میں۔پاکستان کے دیگرصوبوں میں سے بلوچستان میں ۲۵، سرحد میں ۹، پنجاب میں ۴ اور صوبہ سندھ میں ۲ CASUALTIES ریکارڈ ہوئیں۔سال ۲۰۰۴ کے آخری چار ماہ میں CASUALTIES کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا---ستمبر سے دسمبر تک ۱۲۸ جسکی وجہ جنوبی فاٹا میں بڑھتا ہوا تناؤ تھا۔زیادہ تر واقعات اس وقت رونما ہوئے جب لوگ سفر کر رہے تھے جبکہ ۲۲ حادثات بارودی سُرنگوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے ہوئے۔

سال ۲۰۰۵ میں بارودی سُرنگوں سے ہونے والے حادثات کی رپورٹیں موصول ہوتی رہیں۔CAMP نے مئی ۲۰۰۵ تک گیارہ افراد کے ہلاک ہونے اور ستاون افراد کے زخمی ہونے کی خبریں ریکارڈ کیں، ان میں چھیاسٹھ افراد بشمول چار بچوں کے عام شہری تھے۔زیادہ تر اموات/زخمی ہونے کے واقعات کا سبب IEDs کا استعمال تھا۔[67] ۳۱ مئی کو بلوچستان میں ایک گاڑی کے بارودی سُرنگ سے ٹکرانے کی وجہ سے دو بچوں اور تین خواتین کی ہلاکت ہوئی۔[68] جولائی کے مہینے میں جنوبی وزیرستان کے ایک بال کے میدان میں بارودی سُرنگ پھٹنے سے تین قبائلی ہلاک ہوگئے۔[69]

CMDO قبائلی علاقے میں ہونے والی CASUALTIES کا ڈیٹا بھی جمع کرتی ہے۔سال ۲۰۰۴ سے ۲۰۰۵ کے ابتدائی عرصے تک بارودی سُرنگوں اور UXO سے ہونے والی ۱۰۳ نئی CASUALTIES ریکارڈ کی گئیں جن میں ۲۴ افراد ہلاک اور ۷۹ زخمی ہوئے۔[70]

UNMIL ایک پاکستانی EOD افسر لائبیریا میں ایک ہینڈ گرینیڈ کوتلف کرتے وقت معمولی زخمی ہوا۔[71]

جیسا کہ پاکستان میں مائنوں کے حادثات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اورانہیں رپورٹ کرنے کا کوئی منظم اور جامع پروگرام موجودنہیں ہے لہٰذا خدشہ ہے کہ بہت سے حادثات کی اطلاع نہیں مل پاتی۔بہت سی این جی اور، اخباری رپورٹوں کی بنیاد پر ایسے حادثات کوریکارڈ کرتی ہیں، یا پھر فیلڈ میں موجود اپنے عملے کی

اطلاعات یا کسی دوسری این جی او کی جانب سے فراہم کردہ اطلاع پر رپورٹ تیار کرتی ہیں۔ چنانچہ، بارودی سُرنگوں سے ہونے والی CASUALTIES کے قطعی اعداد وشمار کا علم نہیں ہوسکتا۔ CMDO اور PCBL کے مطابق، قبائلی علاقوں میں بارودی سُرنگوں کی CASUALTIES کی تعداد ۵٬۰۰۰ ہے۔[72] CMDO کی جانب سے کرائے گئے HOUSEHOLD SURVEY کے مطابق ۷۳۶ CASUALTIES ہوئیں، جن میں ۲۹۲ ہلاکتیں اور ۴۴۴ زخمی ہونے کے واقعات ہیں۔ (ان میں ۳۴۶ افراد کا کوئی عُضو کھونے کی وجہ سے معذور ہوئے)۔ یہ تمام حادثات باجوڑ ایجنسی میں مارچ ۲۰۰۳ تک ریکارڈ کئے گئے۔[73] کُرم ایجنسی میں CMDO اور RESPONSE INTERNATIONAL (RI) کے ایک مشترکہ HOUSEHOLD SURVEY میں، (جس میں ۷،۱۸۹ گھروں میں سروے کیا گیا) بارودی سرنگوں سے جڑے ۷۰۷ حادثات ریکارڈ کئے گئے، ان میں ۲۹۳ افراد ہلاک یا زخمی ہوئے، ۲۴۳ افراد کو AMPUTATION (کسی جسمانی عُضو کی بُریدگی) کی ضرورت تھی، ۱۷۱ افراد کو صرف زخم آئے تھے۔ ان میں ۱۲۳ متاثرین ۱۸ سال سے کم عمر کے تھے اور ۸۲ خواتین تھیں۔[74]

متاثرین کی امداد SURVIVOR ASSISSTANCE

پاکستان میں بارودی سُرنگوں کی موجودگی والے علاقوں کے قُرب وجوار میں متاثرین کے لیے ایسی کوئی جراحی کی یا ابتدائی طبی امداد کی سہولت نہیں ہے جس سے فوری طور پر رُجوع کیا جا سکے، نا ہی مقامی ہسپتال بارودی سُرنگوں UXO کے متاثرین کو طبی امداد پہنچانے کیلیے ضروری سازوسامان سے لیس ہیں۔ تجربہ کار عملے، مالی وسائل، ادویات، ضروری سازوسامان اور انتظامی صلاحیت اِن سب چیزوں کی کمی ہے۔ زیادہ بیمار لوگ، بشمول بارودی سُرنگوں کے متاثرین کو پشاور یا کسی دوسرے بڑے شہر کے ہسپتالوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ مریضوں/متاثرین کو خود ہی ادویات، علاج معالجے اور ٹرانسپورٹ کے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ ایمبولینس اور ابتدائی طبی امداد کی ناکافی دستیابی مریض/متاثرہ شخص کی حالت کو وقتی طور پر سنبھالنے اور اُسے بروقت ہسپتال پہنچانے میں مانع ہوتی ہے۔ ان خدمات کی عدم دستیابی کافی حد تک مالی وسائل کی کمی اور سماجی INFRASTRUCTURE کی وجہ سے ہے۔ وہ افغان باشندے جو بارودی سُرنگ سے زخمی ہوجاتے ہیں، انکا طبی علاج پاکستانی ہسپتالوں میں ہونے کی وجہ سے یہاں کے طبی شُعبے پر موجود دباؤ میں مزید اضافے کا باعث بنتا ہے۔[75]

حکومت کی جانب سے بارودی سُرنگوں کے متاثرین کی بحالی کا کوئی حکومتی پروگرام ہمارے علم میں نہیں ہے۔[76] پشاور کے لیڈی ریڈنگ اور خیبر ٹیچنگ ہسپتالوں میں بحالی کے شُعبے موجود ہیں جہاں پوری رقم کی ادائیگی پر مصنوعی اعضاء (PROSTHESES) اور دوسرے مددگار اشیاء (بیساکھی، وغیرہ) فراہم کی جاتی ہیں۔ مصنوعی اعضاء جوڑنے کے عمل میں عموماً تین ہفتے درکار ہوتے ہیں اور گھٹنوں سے نیچے (مصنوعی ٹانگ) PROSTHESES کے لیے ۶۰۰ سے سات سو ڈالر کے لگ بھگ رقم درکار ہوتی ہے۔[77] یہ رقم فاٹا کے لوگوں کے لیے، جو کہ اکثر غریب ہیں، بہت بڑی رقم ہے جس کے وہ مُتحمل نہیں ہوسکتے۔ ایک اور ادارہ THE PAKISTAN INSTITUTE OF PROSTETIC AND ORTHOTIC SCIENCES (PIOPS) بھی مصنوعی اعضاء کی تیاری اور فراہمی قیمتاً کرتا ہے اور اس ادارے سے ہر سال تقریباً ۱۵۰۰ افراد استفادہ کرتے ہیں۔ PIPOS نے مائنز اور UXO کے ۱۶۷ متاثرین کو جنکا تعلق فاٹا سے تھا خدمات فراہم کیں، جن میں سے ۶۴ افراد کا علاج CMDO کے ۲۷ افراد کا HUMAN RESOURCE DEVELOPMENT PROJECT (HRDP) کے ۴۳ افراد کا PIPOS کے اپنے فنڈ سے اور ۳۳ افراد کا دوسرے ذرائع، جن میں حکومت بھی شامل ہے، کی جانب سے فراہم کردہ فنڈ سے کیا گیا۔ PIPOS فاٹا ڈائریکٹریٹ اور ICRC کے تعاون سے فاٹا میں دو علاقائی مراکز قائم کرنے کا بھی خواہشمند ہے۔ پشاور یونیورسٹی کے اشتراک سے PIOPS نے PROSTHETICS اور ORTHOTICS کے ڈگری کورس کے لیے تربیت شروع کر رکھی ہے۔[78]

خواتین، سماجی بہبود اور خصوصی تعلیم کی وزارت صوبہ سرحد کے محکمۂ سماجی بہبود کو فنڈ فراہم کرتی ہے تا کہ پشاور کے حیات شہید ہسپتال میں معذور افراد کی بحالی (جس میں ایک آرتھوپیڈک ورکشاپ شامل ہے) اور سماجی امداد کے لیے کام کیا جا سکے۔ سال ۲۰۰۴ میں یہاں ۱۸۶ لوگوں کو مختلف طبی سہولیات فراہم کی گئیں، ان میں سے دو افراد بارودی سُرنگوں کے متاثرین تھے۔[79]

پشاور میں واقع ایک اور ادارہ (RCPD) REHIBILITATION CENTER FOR PHYSICALLY DISABLED صحت اور معذوروں کی بحالی کے بہت سے پروگرام چلا رہا ہے جس میں ایک مربوط بحالی پروگرام INTEGRATED REHIBILITAION PROGRAMME (IRB)--- اور ایک قومی سطح کا COMMUNITY BASED REHIBILITATION (CBR) PROGRAMME شامل ہیں۔ جو سہولتیں یہ ادارہ فراہم کر رہا ہے اس میں PROSTHTIC WORKSHOP، پیشہ وارانہ تربیتی مرکز اور ۶۰ بستروں کا ہسپتال شامل ہیں۔ مربوط بحالی پروگرام میں (IRB) PROSTHESES اور ORTHOTICS کی فراہمی، مددگار اشیاء کی فراہمی اور پیشہ وارانہ تربیت کے علاوہ تعلیم، (طبی عملے کے متاثرین کے) گھروں کے دورے اور کمیونٹی میٹنگز شامل ہیں۔ RCPD نے فاٹا کے سرحدی علاقے میں ۱۳ چھوٹے CBR مراکز قائم کئے ہیں۔ اسی طرح کے آٹھ مراکز آزاد کشمیر میں، چار فاٹا (کرم، اورکزئی، باجوڑ اور مہمند ایجنسیوں میں) اور ایک مرکز کوئٹہ میں قائم کیا ہے۔ سال ۲۰۰۴ میں چاروں صوبوں میں ۳۰ نئے CBR مراکز قائم کیے گئے۔ RCDP نے پاکستان بھر میں ۸۵ CBR مراکز کو EQUIPMENT اور فزیوتھراپی کی تربیت فراہم کی، اسکے علاوہ ۱۶ مراکز کو چھوٹے قرضے اور چھوٹی گرانٹس بھی فراہم کیں۔ اس کا بارودی سُرنگوں کے متاثرین کی بحالی کا ایک تین سالہ منصوبہ جو کہ ACTION FOR DISABILITY UK کے اشتراک سے چل رہا تھا مارچ ۲۰۰۴ میں اختتام کو پہنچا، تاہم اب بھی RCDP بارودی سُرنگوں/UXO متاثرین کو بلا مُعاوضہ خدمات فراہم کر رہا ہے۔ سال ۲۰۰۴ میں ۷۲۷ افراد، جن میں ۱۰۳ بارودی سُرنگوں کے متاثرین شامل تھے، کو مصنوعی اعضاء فراہم کیے گئے۔ علاوہ ازیں سال ۲۰۰۴/۲۰۰۵ میں ۷۵ بیساکھیاں اور ۳۵ وہیل چیئرز بھی فراہم کی گئیں۔ بعض متاثرین کو ہُنر سکھلانے، بعض کو اوزار فراہم کرنے اور بعض افراد کی بوقتِ ضرورت مالی امداد کا بندوبست بھی کیا گیا۔[80]

CMDO کرم ایجنسی میں (RI) RESPONSE INTERNATIONAL کے اشتراک سے بارودی سُرنگوں کے متاثرین کی جسمانی بحالی کا ایک پروگرام چلا رہا ہے۔ جسمانی بحالی کے حصول کے لیے یہ ادارہ فزیوتھراپی کی سہولت فراہم کرنے کے علاوہ صحت کی دوسرے خدمات تک رسائی کو آسان بناتا ہے، مثلاً مصنوعی اعضاء کی فراہمی۔ اس پروگرام کا ایک جُزو متاثرین کی اقتصادی/سماجی بحالی ہے۔ سال ۲۰۰۴ میں اس ادارے نے ۹۶۹ افراد کو فزیوتھراپی کی سہولت فراہم کی، جبکہ فاٹا میں ۳۰۰ MOBILITY DEVICES تقسیم کیں۔ یہ ادارہ پاڑہ چنار ہسپتال، کرم ایجنسی میں قائم کردہ معذوروں کے بحالی کے مرکز میں فزیوتھراپی کی سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ اس منصوبے کے لیے ڈائینا، پرنسس آف ویلز، میموریل فنڈ نے مالی امداد فراہم کی ہے۔ سال ۲۰۰۴ میں CMDO نے باجوڑ ایجنسی میں ۴۰، جبکہ کرم ایجنسی میں ۶۰ متاثرین کو وہیل چیئرز فراہم کیں جنکے عطیہ تائیوان کی ایک این جی او EDEN SOCIAL WELFARE FOUNDATION نے فراہم کیا جبکہ ایئرپورٹ ڈیوٹی اور ٹیکس (RI) RESPONSE INTERNATIONAL نے ادا کیے۔[81]

سال ۲۰۰۴ میں (HDPG) HUMAN DEVELOPMENT PROMOTION GROUP نے باجوڑ ایجنسی کے بارودی سُرنگوں کے ۱۰ متاثرین کو، جن میں دو افراد ایسے تھے جن کے دو دو اعضاء کٹے ہوئے تھے، مصنوعی اعضاء، طبی امداد، فزیوتھراپی اور RECONSTRUCTIVE SURGERY کی سہولیات فراہم کیں۔ HDPG نے ان افراد کے پشاور تک کے سفر اور دوران علاج ان کی رہائش اور خوراک کے اخراجات بھی برداشت کیے۔ علاوہ ازیں HDPG کمیونٹی کے اجتماعات بھی کرتا ہے۔ ان کے پروگرام کی مالی اعانت FRIST HAND FOUNDATION کرتی ہے۔[82]

کرسچن ہسپتال کوئٹہ کے (BCRP) BALOCHISTAN COMMUNITY REHIBILITATION PROGRAM مین فزیوتھراپی کے

علاوہ ORTHOPEDIC اور PRSTHETIC سہولیات پاکستانیوں کے علاوہ، کوئٹہ کے خستہ حال علاقوں، مہاجر بستیوں اور دیہات میں بسنے والے افغان مہاجرین کو بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ سال ۲۰۰۴ میں BRCP نے ۷۵۰ افراد کی مدد کی، جن میں بارودی سُرنگوں کے ۸۵ پاکستانی اور افغان متاثرین شامل تھے۔ اسکے علاوہ ۴۱۸ افراد کو فزیوتھراپی فراہم کی۔ نیز ۴۹۰ MOBILITY DEVEICES (جن میں ۲۴۷ PROSTHESES شامل تھے) بھی فراہم کیں۔ یہ پروگرام جولائی ۲۰۰۴ تک MERCY CORPS کے تعاون و امداد سے چلتا رہا۔[83] سال ۲۰۰۴ کے اواخر سے ICRC کے تعاون سے پروگرام جاری رکھے ہوئے ہے۔ ICRC، POLYPROPYLENE TECHNOLOGY متعارف کروانے کے علاوہ اس مرکز کو چلانے کے اخراجات ادا کرے گا اور ایک موبائل یونٹ بھی آراستہ کر کے دے گا۔[84]

آگست ۲۰۰۴ میں کیے گئے ایک جائزہ مشن کے نتیجے میں، ICRC نے پاکستان میں جسمانی بحالی کا ایک پروگرام تشکیل دیا ہے جو اس بات کو یقینی بنائے گا کہ تنازعے والے علاقے اور مہاجر کیمپوں کو خدمات / سہولیات تک آسانی سے رسائی مل سکے۔ یہ پروگرام، جو کہ جنوری ۲۰۰۵ کے بعد ہی مکمل طور پر قابل عمل ہوگا، معذور افغانوں کو ICRC کے کابل اور جلال آباد میں موجود مراکز تک رسائی کے علاوہ PIPOS اور فوجی فاؤنڈیشن کو علاج معالجہ کے مراکز کی تعداد میں اضافے پر آمادہ کرنے سے مُتعلق ہے۔ سال ۲۰۰۴ میں جلال آباد مرکز نے ۱۶۹ مہاجرین کو مصنوعی اعضاء لگائے اور ۱۰ افراد کو ORTHOSES مُہیا کیے۔ PIPOS مرکز میں آٹھ معذوروں کو اعضاء لگانے کے اخراجات ICRC نے ادا کیے۔ راولپنڈی میں فوجی فاونڈیشن کی زیرنگرانی چلنے والا مصنوعی اعضاء کا مرکز لائن آف کنٹرول کے قریب بسنے والے معذور / متاثرہ لوگوں کو مصنوعی اعضاء فراہم کرے گا۔[85]

SPADO نے بارودی سُرنگوں کے متاثرین کو ضروری خدمات کی فراہمی کے لیے ایک REFERAL SERVICE کا بندوبست کیا ہے اور اس کے لیے اُسے UNDP, ICRC اور دیگر حکومتی قومی اور بین الاقوامی اداروں کا تعاون حاصل ہے۔ SPADO نے میڈیا کے ذریعے بارودی سُرنگوں کے متاثرین کی سماجی / اقتصادی بحالی کی ضرورت کو بھرپور طور پر اُجاگر کیا ہے،[86] علاوہ ازیں مستقبل کے لیے ایک مربوط اور جامع ایکشن پلان بھی تیار کیا ہے، جو کہ مالی وسائل کی عدم دستیابی سے ابھی زیرِ عمل نہیں۔

INTERSOS نامی ادارہ پشاور میں موجود افغان مہاجرین اور خستہ حال پاکستانیوں کے لیے پیشہ ورانہ تربیت مُہیا کرنے کے علاوہ قبائلی علاقوں میں ہُنر سکھلانے اور خیمہ بستیوں میں کمیونٹی سروسز مُہیا کرتا ہے۔ ان خیمہ بستیوں میں بارودی سُرنگوں سے متاثرہ ہونے والے افغان مہاجرین کثیر تعداد میں بستے ہیں اور یہ پروگرام اُنکے لیے نہایت سُودمند ہے۔ اس ادارے کی مالی معاونت یورپین کمیشن (EC) کرتا ہے۔[87]

معذوری کے بارے میں پالیسی اور عملدرآمد Disability Policy & Practice

۱۹۸۱ کا معذور افراد کے بارے میں EPOWERMENT & REHABILITATION ORDINANCE معذوری سے متاثرہ افراد کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور اسی کے تحت قومی کونسل برائے بحالی معذورین۔ NATIONAL COUNCIL FOR THE RESHIBILITATION OF DISABLED PERSONS قائم کی گئی۔ ترقی نسواں، سماجی بہبود اور خصوصی تعلیم کی وزارت معذور افراد سے متعلق مسائل کی نگرانی کرتی ہے. سال 2002 میں معذور افراد کے بارے میں ایک قومی پالیسی بنائی گئی تھی. سال 2005 میں اس وزارت نے عالمی بینک کے اشتراک سے ایک دو روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا" جس کا عنوان معذور افراد کے بارے میں قومی پالیسی کے نفاذ کے قومی ایکشن پلان کے بارے میں قومی مشاورت"۔ یہ ورکشاپ اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔
(88)

بارودی سُرنگوں کے متاثرین کو دیگر معذور افراد کی طرح تمام بہبودی سہولیات حاصل ہیں، تاہم، پاکستان نے مُلک کے اندر، اور خصوصاً فاٹا میں، بارودی سُرنگوں کے مسئلے کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا ہے، اور پاکستانی قوانین اور ضابطے فاٹا پر لاگو نہیں ہوتے۔[89]

پاک ہندسرحد پر بارودی سُرنگوں سے متاثرہ افراد، اور ہلاک ہونے والے افراد کے اہل خانہ کو معاوضہ ادا کرتی ہے، تاہم یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اب تک کتنے افراد کو معاوضہ دیا گیا ہے۔[90]

References

1 See, for example, Statement by Pakistan, Fourth Annual Conference of States Parties to Amended Protocol II, Geneva, 11 December 2002; Statement by Pakistan, First Annual Conference of States Parties to Amended Protocol II, Geneva, 17 December 1999, p. 5.
2 Statement by Pakistan in UN Security Council's 4858th Meeting, S/PV.4858, 13 November 2003.
3 Statement by Pakistan, Fifth Annual Conference of States Parties to Amended Protocol II, Geneva, 26 November 2003.
4 Participants included Dr. Qibla Ayaz, a prominent scholar and dean of Islamic and Oriental Studies at the University of Peshawar.
5 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form D, 8 October 2004.
6 Letter to PCBL Coordinator from Joint Staff Headquarters, Chaklala Cantonment,4 April 2002.
7 Pakistan noted in November 2004 that since acceding to Amended Protocol II, it has only produced detectable antipersonnel mines. Sixth Annual Conference of States Parties to CCW Amended Protocol II, Summary Record of the 1st Meeting, Geneva, 17 November 2004 (CCW/AP II/CONF.6/SR.1), 13 May 2005, p. 14.
8 Letter from Joint Staff Headquarters, 14 Feb. 2002; Article 13 Report, 10 December 2001.
9 Letter from Joint Staff Headquarters, 14 Feb. 2002. Previously Pakistan said it had not exported since 1991.
10 Landmine Monitor (CAMP) interview with Army official, Quetta, Baluchistan, 29 May 2005.
11 Sixth Annual Conference of States Parties to CCW Amended Protocol II, Summary Record of the 1st Meeting, Geneva, 17 November 2004 (CCW/AP II/CONF.6/SR.1), 13 May 2005, p. 14.
12 Article 13 Report, Form F, 8 October 2004.
13 Landmine Monitor (CAMP) interviews with several weapons dealers/shopkeepers and weapons manufacturers, Dara Adam Khel, 17 May 2005.
14 Landmine Monitor (CAMP) interviews with community elders ("maliks") of Dara Adam Khel, 17 May 2005.
15 Landmine Monitor (CAMP) interviews with local tribal people, media, Army personnel, landmine victims, teachers and NGO workers in Aurakzai, Bajaur, Kurram and Dara Adam Khel areas of FATA, and Baluchistan province, 25 April-29 May 2005.
16 In April 2005, Nobel Peace Laureate Jody Williams received a letter from Baluchi nationalists calling on her to protest "the ugly action of [the] Pakistani Military" in laying landmines in Dera Bugti and Kohlu in Baluchistan province. Letter to Jody Williams, ICBL, from "The Friends of Baloch," emailed 9 April 2005.
17 Article 13 Report, Form F, 8 October 2004.
18 Article 13 Report, Form B, 8 October 2004.
19 Article 13 Report, Form F, 8 October 2004.
20 Article 13 Report, Form F, 8 October 2004.
21 Sixth Annual Conference of States Parties to CCW Amended Protocol II, Summary Record of the 1st Meeting, Geneva, 17 November 2004 (CCW/AP II/CONF.6/SR.1), 13 May 2005, p. 14.
22 "India, Pakistan seal deal on Srinagar-Muzaffarabad bus link," Hindu, 16 February 2005.
23 "Seven injured in blast on Kashmir bus route," Dawn, 5 April 2005.
24 Field research by CAMP for Landmine Monitor in FATA, including interviews with local elders/maliks, journalists, local administration, NGOs and others, April and May 2005. Knowledge of the mine use in personal feuds and family disputes was shared by an overwhelming number of interviewees from diverse sections of society, although specifics were hard to come by. Some said local mine use techniques could be traced to two refugee families who allegedly practiced planting and detecting mines as a profession, and gradually transferred this knowledge to the local people.
25 Landmine Monitor (CAMP) interview with Mir Zaman Khan and Shakir Ullah, Political Administration (Tehsildar), Bajaur Agency, 26 April 2005; interviews with Bismillah Khan (community leader or malik), Mohammad Azam (physician's aide) and Mohammad Alamgir (health worker), Bajaur Agency, 26-27 April 2005.
26 Landmine Monitor (CAMP) interviews with social workers, teachers, media, mine victims, tribal leaders, health professionals and local administrators in Kurram Agency, 9-13 May 2005, including interview with Ihsan Ullah, Political Administration (Tehsildar).
27 Landmine Monitor (CAMP) interview with Ali Afzal Afzal, Correspondent, GEO Television, Kurram Agency, 10 May 2005.
28 Landmine Monitor (CAMP) interviews with social workers, teachers, media, mine victims, tribal leaders, health professionals and local administrators in Kurram Agency, 9-13 May 2005.
29 Landmine Monitor (CAMP) interview with Ihsan Ullah, Political Administration ("Tehsildar"), Kurram Agency, 10 May 2005.
30 Landmine Monitor (CAMP) interview with Javed Ullah, Political Administration ("Tehsildar"), Kurram Agency, 10 May 2005.

31 Landmine Monitor (CAMP) review of local newspapers; interviews with an unnamed Army officer and various journalists, Baluchistan province, 27-29 May 2005. See also, Amir Mir, "The Centre Cannot Hold…," South Asia Intelligence Review, Vol. 3, No. 37, 28 March 2005.
32 "Land mine explosion kills paramilitary soldier in southwestern Pakistan," Associated Press, 27 April 2005.
33 "2 FC Men Injured in a Mine Blast," News (Quetta), 4 April 2005.
34 Kanchan Lakshman, "Musharraf's Confident Claims Do Not Match Up With Ground Realities," www.balochunity.org
35 "Two dead in Pakistan mine blast," News International, 7 June 2004.
36 Landmine Monitor (CAMP) interview with Army officer in Quetta, Baluchistan, 29 May 2005. The mines used are of Soviet-manufacture and allegedly brought in from Afghanistan. Telephone interview with Haroon Rashid, BBC Correspondent for Pakistan, Peshawar, 17 May 2005.
37 This view was expressed by several journalists during a group interview by CAMP at Quetta Press Club, Quetta, Baluchistan, 28 May 2005.
38 "WAPDA man injured in land mine blast," Pakistan Press International (Loralai), 4 May 2005.
39 "Landmine kills five women in southwest Pakistan," turkishpress.com (Quetta), 31 May 2005.
40 The main sub-tribes of the Wazirs tribe (clan), apparently using mines, are the Ahmadzai and Yar Gul Khel; of the Mahsud tribe, the Shaman Khel, Shabi Khel and Bahlolzai sub-clans.
41 Pazir Gul, "Land mine explosion in Pakistani tribal region kills one man, injures two others," Associated Press (Miran Shah), 14 April 2005.
42 "Nine soldiers die in S. Waziristan blast," News (Tank), 5 November 2004.
43 "Mine Blasts Kill One, Injure Four in Pakistan," Associated Press (Peshawar), 24 October 2004.
44 "Landmine kills three Pakistani children near the Afghan border," Agence France-Presse (Peshawar), 1 October 2004.
45 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form B, 8 October 2004. For mine/UXO contamination reported in previous years, see Landmine Monitor Report 2004, p. 1088.
46 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form F, 8 October 2004.
47 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form A, 8 October 2004.
48 Joint Staff Headquarters Strategic Plans Division, ACDA Directorate, Chaklala Cantonment, Pakistan, 14 February, 2002; Naveed Ahmad Shinwari and Salma Malik, "Situation Analysis of SALW in Pakistan and Its Impact on Security," CAMP research paper, Peshawar, Pakistan, February 2005, p. 13.
49 Rae McGrath, Human Survival and Development, "Assessment of Organizational Structure and of Operations and Plans in Response to Landmines and UXO-Affected Communities in the Federally Administered Tribal Agencies of Pakistan," August-September 2000, p. 6.
50 Rae McGrath, Human Survival and Development, "Assessment of Organizational Structure and of Operations and Plans in Response to Landmines and UXO- Affected Communities in the Federally Administered Tribal Agencies of Pakistan," August-September 2000, p. 13.
51 This view was expressed by several journalists during a group interview at Quetta Press Club, Quetta, Baluchistan, 28 May 2005.
52 Field visit to Kurram, Aurakzai, Dara Adam Khel and Bajaur in the FATA by local NGO Community Appraisal and Motivation Program (CAMP), April-May 2005.
53 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form B, 8 October 2004.
54 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Form B, 8 October 2004.
55 "Srinagar-Muzaffarabad bus rejuvenates border economy," Daily Times (Pakistan), 22 February 2005; "India, Pakistan seal deal on Srinagar-Muzaffarabad bus link," Hindu, 16 February 2005. On 7 April 2005, the Kaarwan-e-Aman (Caravan of Peace) bus service was inaugurated from each end, simultaneously, by the prime ministers of both countries.
56 Anil Bhatt Hajipeer, "Army faces onerous task of de-mining Poonch-Rawalkot road," Outlook India.com, 4 May 2005, www.outlookindia.com, accessed 7 July 2005.
57 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Forms A and B, 8 October 2004.
58 CMDO Progress Report, 2004. Average exchange rate for 2004 £1 = $1.833. US Federal Reserve, "List of Exchange Rates (Annual)," 3 January 2005.
59 Information provided by Naveed Shinwari, then Chief Executive, CMDO, 13 July 2005.
60 Information provided by Majid Khan, Administration Assistant, BEST, 27 May 2005.
61 Information provided by Najeeb Rauf Bhatti, Project Manager, Christian Hospital, Quetta, Baluchistan, 27 May 2005.
62 Email from Tim Carstairs, Policy Director, Mines Advisory Group, 20 September 2005.
63 "Islamic Relief's mine risk education programme in AJK," News International, 24 May 2005.

64 CCW Amended Protocol II Article 13 Report, Forms A and B, 8 October 2004.
65 Casualty statistics sent to Landmine Monitor (HI) by Raza Shah Khan, Executive Director, SPADO, 29 May 2005. SPADO maintains a database on landmine and UXO casualties with information collected from newspapers, field personnel and NGOs working on mine-related issues.
66 For details, see Landmine Monitor Report 2004, pp. 1089-1090.
67 CAMP database of landmine casualties, accessed on 29 May 2005. In 2005, CAMP also started a database on landmine and UXO casualties based on media reports.
68 "Five killed in landmine explosion in southeastern Pakistan," Xinhua (Islamabad), 1 June 2005.
69 "Thousands attend funerals of Pakistani suspected militants killed by US," AFP (Miranshah), 16 July 2005.
70 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Faiz Mohammad Fayyaz, Chief Executive, CMDO, Peshawar, 14 July 2005. SPADO includes these statistics in its database.
71 Email to Landmine Monitor from Col. Claes Wolgast, CMPIO/UNMIL, 23 August 2005.
72 "5000 tribesmen hit by landmines," Pakistan Press International (PPI), 3 May 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1090.
73 Bajaur Agency, CMDO database, March 2004. Information provided to Landmine Monitor by Naveed Ahmad Shinwari, CMDO.
74 Response International UK, "A Resume of Mine Action in Pakistan, September 2005," sent to Landmine Monitor (HI) by Philip Garvin, CEO, RI, 4 September 2005.
75 "Landmines and UXOs continue to endanger life in isolated tribal belt," IRIN, November 2004, www.irinnews.org accessed 4 July 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1090.
76 See Landmine Monitor Report 2004, p. 1091 for more information.
77 "Landmines and UXOs continue to endanger life in isolated tribal belt," IRIN, November 2004, www.irinnews.org accessed 4 July 2005.
78 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Bakht Sarwar, Director, PIPOS, Peshawar, 24 July 2005.
79 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Ms. Nosheen, Manager, orthopedic workshop, Hayat Shaheed Hospital, Peshawar, 15 May 2005.
80 Interview with Sibghat ur Rehman, Hon. Director, RCPD, Peshawar, 14 July 2005; response to Landmine Monitor Questionnaire by Mr. Imtiaz, CBR trainer, RCPD, Peshawar, 15 May 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1091.
81 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Faiz Mohammad Fayyaz, Chief Executive, CMDO, Peshawar, 14 July 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1091.
82 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Syed Murad Ali, Executive Director, HDPG, Peshawar, 14 July 2005.
83 Response to Landmine Monitor Questionnaire by Najeeb Raouf Bhatti, Project Manager, BCRP, Quetta, 27 May 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1091.
84 ICRC Physical Rehabilitation Program, "Annual Report 2004," Geneva, June 2005, p. 29; ICRC Special Report, "Mine Action 2004," Geneva, June 2005, p. 29.
85 ICRC Physical Rehabilitation Program, "Annual Report 2004," Geneva, June 2005, p. 29; ICRC Special Report, "Mine Action 2004," Geneva, June 2005, p. 29.
86 Email to Landmine Monitor (HI) from Raza Khan Shah, Chief Executive, SPADO, Peshawar, 29 May 2005; see also, Standing Tall Australia and Mines Action Canada, "101 Great Ideas for the Socio-Economic Reintegration of Mine Survivors," June 2005, p. 69. Canada provided C$18,900 ($14,519) to SPADO for the promotion of public awareness and the needs of survivors. Emails from Elvan Isikozlu, Mine Action Team, Foreign Affairs Canada, June-August 2005. Average exchange rate for 2004: US$1 = C$1.3017. US Federal Reserve, "List of Exchange Rates (Annual)," 3 January 2005.
87 Email to Landmine Monitor (HI) from Line Beltran, Officer in charge, Intersos, Peshawar, 13 July 2005, and or Persons with Disabilities," www.worldbank.org.pk.
88 For more information, see "National Consultation on National Plan of Action (NPA) to Implement National Policy for Persons with Disabilities," www.worldbank.org.pk.
89 "Landmines and UXOs continue to endanger life in isolated tribal belt," IRIN, November 2004, www.irinnews.org , accessed 4 July 2005; see also Landmine Monitor Report 2004, p. 1090.
90 For details, see Landmine Monitor Report 2004, p. 1092.